"کم از کم میرے ہاتھ تو صاف ہیں"

حقیقی تبدیلی پورے شہر کی صفائی سے شروع نہیں ہوتی—بلکہ اس کا آغاز گندگی میں مزید اضافہ کرنے کے انکار سے ہوتا ہے۔ ایک ریپر (wrapper) نہ پھینکنا، ذمہ داری کے احساس کو دوبارہ اپنانے کی ایک صورت ہے۔ جب ہم یہ کہنا چھوڑ دیتے ہیں کہ "اس سے کیا فرق پڑے گا" اور یہ کہنا شروع کرتے ہیں کہ "کم از کم یہ میری طرف سے نہیں ہوگا،" تو ہم اپنے ضمیر کی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا ہم سے یہ نہیں مانگتا کہ ہم پوری دنیا کی اصلاح کریں؛ وہ ہم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ صاف رکھیں۔

ہم شہر سے گزر رہے تھے جب اس نے گاڑی کی کھڑکی نیچے کی اور بڑی بے نیازی سے ایک ریپر (wrapper) سڑک پر پھینک دیا۔ یہ ایک معمولی سی حرکت تھی، جو تقریباً خود بخود سرزد ہوئی۔ میں نے فوراً کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا۔ میں ایسے مناظر اتنی بار دیکھ چکا تھا کہ اب یہ میرے لیے حیران کن نہیں رہے تھے۔

چند سیکنڈ بعد، میں نے نرمی سے پوچھا، "کیا تم ایسا ہی کرتے اگر یہ تمہارے گھر کے کمرے کا فرش ہوتا؟"

اس نے تھوڑی حیرت سے میری طرف دیکھا اور فوراً جواب دیا، "بالکل نہیں! یہ تو سڑک ہے۔"

میں نے پوچھا، "اور یہ سڑک کس کا گھر ہے؟"

وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ یہ سوال اس کے لیے غیر متوقع تھا۔

میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا، "یہ بھی تو ہمارا ہی گھر ہے۔ یہ سڑکیں، یہ کونے، عمارتوں کے درمیان یہ جگہیں—یہی وہ مقام ہے جہاں ہماری زندگیاں گزرتی ہیں۔ جس طرح ہمیں اپنے گھروں کے اندر گندگی پسند نہیں، یہ سڑکیں بھی اسی احترام کی حقدار ہیں۔"

اس نے ایک سرد آہ بھری اور وہی بات کہی جو میں پہلے بھی لاتعداد بار سن چکا تھا، "لیکن میرے نہ پھینکنے سے کیا فرق پڑے گا؟ اردگرد دیکھو، سب کچھ پہلے ہی گندا ہے۔ میرا ایک ریپر کچھ نہیں بدل پائے گا۔"

میں نے آہستہ سے سر ہلایا۔ "بالکل یہی وہ جملہ ہے جس نے اس ڈھیر کو جنم دیا ہے کہ 'ایک ریپر سے کچھ نہیں بدلے گا'۔ لیکن کیا تم نے کبھی اس طرح سوچا ہے: اگر تم اسے نہیں پھینکتے، تو اس گندگی میں سے ایک شخص کا حصہ تو ختم ہو جائے گا؟"

وہ خاموش رہا۔

میں نے اپنی بات جاری رکھی، "میرا کچرا نہ پھینکنا شاید پورے شہر کو صاف نہ کر سکے، لیکن یہ اس بات کو یقینی ضرور بنائے گا کہ میں نے اس گندگی میں حصہ نہیں ڈالا۔ اور بعض اوقات، حقیقی تبدیلی کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔"

ہم ایک ایسے نالے کے پاس سے گزرے جو کچرے، پلاسٹک کے تھیلوں، کپوں اور بچی کھچی غذا سے بھرا ہوا تھا۔ ایک آوارہ بلی نالے کے کنارے کھڑی اسے پار کرنے میں ہچکچا رہی تھی۔ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

"یہاں موجود کچرے کا ہر ٹکڑا کسی ایسے شخص نے پھینکا ہے جس نے سوچا کہ اس کے ایک عمل سے کوئی فرق نہیں پڑتا،" میں نے کہا۔ "لیکن یہاں کوئی بھی چیز تنہا نہیں پہنچی۔"

وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔

"اپنے گھروں میں،" میں نے بات آگے بڑھائی، "ہم بچوں کو سکھاتے ہیں کہ کچرا مت پھیلاؤ۔ اگر وہ فرش پر کچھ گرا دیں تو ہم انہیں ڈانٹتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں، 'یہ ہمارا گھر ہے، اسے صاف رکھو۔' لیکن جیسے ہی وہ باہر قدم رکھتے ہیں، ہم خاموشی سے انہیں ایک بالکل مختلف سبق سکھا دیتے ہیں کہ: یہ جگہ ہماری نہیں ہے۔"

آخر کار اس نے پوچھا، "تو کیا آپ کو لگتا ہے کہ میرے رک جانے سے واقعی کوئی فرق پڑے گا؟"

"ہاں،" میں نے جواب دیا۔ "فوری طور پر نہیں۔ ڈرامائی طور پر بھی نہیں۔ لیکن بامعنی طور پر ضرور۔"

میں نے ایک چھوٹا سا قصہ سنایا۔ ایک بار کسی دوسرے شہر میں، میں نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ ہر چند قدم بعد وہ بڑی مشکل سے جھکتا اور سڑک کے کنارے سے کوئی بوتل یا ریپر اٹھا لیتا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ وہ یہ زحمت کیوں کرتا ہے جبکہ دوسرے لوگ وہیں دوبارہ کچرا پھینک دیتے ہیں۔

اس کا جواب سادہ سا تھا: "میں شہر کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ میں اپنی ذات کا ذمہ دار ہوں۔"

وہ جملہ میرے دل میں نقش ہو گیا تھا۔

میں نے اس سے کہا، "جب تم کچرا نہ پھینکنے کا فیصلہ کرتے ہو، تو تم ایک طاقتور اعلان کر رہے ہوتے ہو: کہ میں اس مسئلے کا حصہ نہیں بنوں گا۔ اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔"

اس نے ایک بار پھر کھڑکی سے باہر دیکھا، جیسے اب وہ سڑکوں کو ایک مختلف نظر سے دیکھ رہا ہو۔

میں نے بات جاری رکھی، "ذرا تصور کرو کہ اگر یہی سوچ ہمارے گھروں، اسکولوں اور دفاتر میں آ جائے—کہ 'میں گندگی میں حصہ نہیں ڈالوں گا۔' نہ صرف جسمانی گندگی میں، بلکہ اخلاقی، سماجی اور تعلقات کی آلودگی میں بھی۔"

اس نے حیرت سے بھنویں اچکائیں، "آپ کا کیا مطلب ہے؟"

میں نے وضاحت کی، "خاندانوں میں، جب ہم بحث و تکرار کو طول نہ دینے کا انتخاب کرتے ہیں، جب ہم تلخی پھیلانے سے انکار کرتے ہیں، تو ہم اپنے اندرونی ماحول کو صاف رکھ رہے ہوتے ہیں۔ معاشرے میں جب ہم جھوٹ بولنے، دھوکہ دینے یا استحصال کرنے سے انکار کرتے ہیں، تو ہم اجتماعی فضا کو صاف رکھ رہے ہوتے ہیں۔ اصول ہر جگہ ایک ہی ہے: میرا حصہ اہمیت رکھتا ہے، خواہ میں تنہا ہی کیوں نہ کھڑا ہوں۔"

وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ "میں نے کبھی اس طرح نہیں سوچا تھا،" اس نے دبی آواز میں جواب دیا۔

میں نے کہا، "اگر ہم سب پوری قوم کے بدلنے کا انتظار کرتے رہے، تو کبھی کچھ نہیں بدلے گا۔ لیکن جب ایک فرد یہ کہتا ہے کہ 'چاہے دوسرے جو بھی کریں، میرے ہاتھ صاف رہیں گے،' تو وہ فرد ایک خاموش قوت بن جاتا ہے۔"

میں تھوڑی دیر رکا اور پھر نرمی سے کہا، "اور خدا ہم سے یہ نہیں کہتا کہ پوری دنیا کو صاف کرو۔ وہ ہم سے اپنی نیتوں اور اپنے اعمال کو پاک رکھنے کا تقاضا کرتا ہے۔"

اس نے آہستہ سے گاڑی کے اندر سے ایک اور ریپر اٹھایا اور اسے باہر پھینکنے کی بجائے اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔

"شاید،" اس نے تقریباً سرگوشی میں خود سے کہا، "میرا یہ ریپر نہ پھینکنا شہر کو صاف نہ کر پائے... لیکن کم از کم یہ گندگی میری وجہ سے تو نہیں ہو گی۔"

میں مسکرا دیا۔ "اور آغاز کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔"

جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے گئے، شہر میں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔ سڑکیں اب بھی گرد آلود تھیں۔ نالے اب بھی بند تھے۔ لیکن گاڑی کے اندر چھوٹی سی کچھ تبدیلی آ گئی تھی—ایک خاموش فیصلہ ہو چکا تھا۔

اور میں جانتا تھا: جب کافی لوگ یہ کہنا شروع کر دیں کہ 'میرا حصہ پاکیزہ ہو گا، آلودہ نہیں'، تو جلد یا بدیر باہر کی دنیا کو اندرونی تبدیلی کی پیروی کرنی ہی پڑتی ہے۔